بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اگست 2016ء

شوال / ذوالقعدہ ۱۴۳۷ ھ

النور انٹر نیشنل

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ختم نبوت کی داعی واحد جماعت، کا ترجمان

حضرت محمد مصطفی (ﷺ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، نہ نیا نہ پُرانا

حضرت مرزا غلام احمدؒ کا دعوی مجدد صد چاردہم تھا نبوت نہیں

مدیران

شاہد عزیز

مسز سمیرا احمد

فہرست مضامین

۱: اعلانات وخبریں ۲

۲: کلامِ امام۔ (فرمودات حضرت مسیح موعودؑ) ۲

کیا حضرت عمرؓ کا کہنا 'قرآن کافی ہے'، نفی حدیث ہے اور کیا حضرت عمر نے کبھی حدیث پر عمل نہ کیا تھا؟

۳: جماعت ربوہ کی خلافت از شاہد عزیز ۴

کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ نے کوئی خلافت قائم کی؟

۴: احمدیہ انجمن اشاعت اسلام از ڈاکٹر خورشید عالم تارین ۷

مولانا عبدالماجد دریابادی کا جماعت کی خدمات کا اعتراف اور حضرت مولانا محمد علیؒ اور حضرت خواجہ کمال الدین کی اعلانیہ تعریف

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

www.virtualmosque.co.uk پر

پروگرام واوقات

جمعہ-انگریزی 13:00

درس-بعد از جمعہ انگریزی 13:30

ماہانہ اجلاس-انگریزی-ہر ماہ پہلی اتوار 15:00

عیدین-انگریزی 11:00

پنجاب ریڈیو

عیدین-پنجابی 13:00 سکائی چینل نمبر 130

سکائپ

تقاریر اور مباحثہ- ہر اتوار 09:00

سکائپ آئی ڈی Lahori-Ahmadi

عالمگیر (ذیلی مرکز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

پتہ برائے خط وکتابت

15 Stanley Ave, Wembley, UK HA0 4JQ

www.virtualmosque.co.uk

ای میل: info@aaiil.uk

اعلانات وخبریں

سب کو ایک بہت کامیاب رمضان اور عید الفطر کی بہت بہت مُبارک ہو۔ دُنیا میں ہر جگہ بین الاقوامی جماعت احمدیہ لاہور کی شاخوں کی مساجد میں ممبران رمضان اور عید کی نماز کے لئے جمع ہوئے۔ کئی ممالک میں ہزاروں ممبران نے نماز عید میں حصہ لیا جس میں انڈونیشیا، سرینام، ہالینڈ اور جرمنی وغیرہ شامل ہیں۔ برلِن میں اِس سال قریباً ۶ احباب نے محترم عامر عزیز صاحب ، امام مسجد کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ جہاں جہاں ممبران کی تعداد کم ہے یا جہاں کسی وجہ سے مقامی طور پر نماز کا انتظام نہ ہو سکا وہاں کے ممبران نے ورچوئل ماسک کے ساتھ عید کی نماز پڑھی۔ جماعت انگلستان نے حسب معمول ریڈیو پر بھی عید کی براڈ کاسٹ کی۔

اِس سال عید پر فطرانے اور زکوۃ کی مَد میں جماعت انگلستان کی آمدن نمایاں طور پر بڑھی۔

مبارک ہو

ایک کامیاب رمضان اور عید الفطر پر ممبران بین الاقوامی احمدیہ انجمن (مرکز) لاہور کے ممبران کو بہت بہت مُبارک۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ہر ممبر

- **ہر روز** جماعت کے کام پر ایک آدھ گھنٹہ صرف کرے۔
- **باقاعدہ ماہوار** چندہ دے۔
- اپنی **وصیت میں** جماعت کے لئے **کم از کم ۱۰ فیصد** چھوڑے **لیکن بہتر** ہو گا کہ **ایک تہائی** چھوڑے۔

کلامِ امام

حضرت عمرؓ کے قول حسبنا کتاب اللہ سے۔۔۔ یہ مقصود نہیں کہ احادیث صیحہ مسلم الصحۃ و الثبوت کو چھوڑ کر کتاب اللہ کو کافی سمجھنا چاہئے۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جہاں ہمارے پاس سنت صیحہ نبویہ سے کوئی تفصیل نہ ہو وہاں قرآن کریم کو کافی سمجھیں گے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ امر ناممکن ہے کہ قرآن کریم میں اس کا بیان کافی نہ ہوا ہو۔ قرآن میں اس کا بیان نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ضرور اس کی تفصیل پائی جاتی۔ اس پر روشن دلیل جس سے کوئی مسلمان انکار نہ کرے یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی تمام عمر میں اپنے سے چھوٹے رتبہ کے لوگوں کی روایات کو قبول کیا ہے اوران روایات سے مستغنی ہو کر عمل کتاب اللہ کو کافی نہیں سمجھا۔۔۔ اس مقام میں اس کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

قرآن مجید سے بیٹی کی وراثت کا یہ حکم بیان ہوا ہے کہ کسی شخص کی ایک بیٹی ہو تو وہ نصف مال کی وارث ہے۔ اس حکم قرآن کے مفسر یا یوں کہیں کہ مخصص آنحضرت کی یہ احادیث ہیں گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا جس کے دستاویز سے حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت فاطمہ زہراؓ کو آنحضرت صلعم کے خالص مال سے ورثہ نہ دیا۔ باجودیکہ انہوں نے مطالبہ بھی کیا اور آنحضرت صلعم نے بیٹی بیٹے وغیرہ وارثوں کو اس حالت میں محروم الارث ٹھہرایا ہے جبکہ وہ اپنے مورث کو قتل کردیں یا وارث ومورث کے مذہب میں اختلاب ہو جاوے حضرت عمر فاروقؓ نے ان احادیث کو قبول فرمایا اوران پر عمل کیا۔ اور ان احادیث سے مستغنیٰ ہو کر آیت میراث کے عمل پر اکتفانہ کیا۔

۲۔ قرآن مجید میں ان عورتوں کو جن کا نکاح مرد پر حرام ہے شمار کر کے فرمایا احل لکم ماوراء ذلک یعنی ان عورتوں کے سوا جن کا حکم حرمت نکاح قرآن میں بیان ہوا ہے سب عورتیں تم پر حلال ہیں۔ اس حکم قرآن کی تفسیر یا یوں کہیں کہ تخصیص میں آنحضرت کا یہ ارشاد کہ جورو کی خالہ اور پھوپھی جورو کے نکاح میں ہونے کی حالت میں نکاح میں نہ لائی جاوے چنانچہ فرمایا ہے لاتنکح المراۃ علی عثمتہا ولا خالتہا۔ آنحضرت کے جملہ اصحاب نے جن میں حضرت عمرؓ بھی داخل و شامل ہیں اس حدیث کو قبول فرمایا ہے اور اس کو مخالف قرآن سمجھ کر اس کے عمل سے استغنا اور عمل قرآن پر اکتفا نہیں کیا۔ فاضل قندھاری نے کتاب مغتنم الحصول میں کہا ہے ان الصحابۃ خصصوا احل لکم ماوراء ذالکم بلاتنکح المراۃ علی عمتہا ولا علیٰ خالتہا ویوصیکم اللہ فی اولادکم ولایرث القاتل ولا یتوارثان اہل الملتین ونحن معشر الانبیاء لانرث ولانورث۔

۳۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک بادیہ نشین راوی کی اس حدیث کو قبول فرمایا جس میں بیان ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک عورت کو اس کے خاوند کی دیت کا وارث کیا باوجودیکہ قرآن مجید اس عورت کو دیت کا وارث نہیں بناتا کیونکہ وہ دیت بعد موت شوہر کا مال ہوتا ہے اور عورت بعد موت شوہر اس کی عورت نہیں رہتی وبناءً علیہ حضرت عمر فاروقؓ کی رائے یہ تھی کہ وہ عورت اس مال سے وراثت کی مستحق نہیں مگر جب آپ کو حدیث مذکور

معلوم ہوئی تو اپنی رائے کو چھوڑ دیا اور حدیث کو قبول فرمایا۔ کان عمر بن الخطاب یقول الدیۃ علی العاقلۃ ولا ترث المراۃ من دیۃ زوجھا شیئاً حتی قال لہ الضحاک بن سفیان کتب الی رسول اللہ صلعم ان ورث امرأۃ شبع الضبابی من دیۃ زوجھا فرجع عمر رواہ الترمذی وابوداؤد۔

۴۔ ویت جنین کی حدیث کو دو شخصوں کی روایت وشہادت سے آپ نے قبول کیا اور اس بات میں قرآن کریم کے حکم قصاص پر اکتفا نہ فرمایا۔ عن ہشام عن ابیہ ان عمر بن الخطاب نشد الناس من سمع النبی قضی فی السقط فقال المغیرۃ انا سمعتہ قضی فی السقط بغرۃ عبد اوامۃ قال ائت من یشہد معک علی ہذا فقال محمد بن مسلمۃ انا اشہد اعلی النبی صلعم بمثلٍ ہذا رواہ البخاری، ص۔۔۔ وزاد ابو داؤد فقال عمر بن الخطاب اللہ اکبر لولم اسمع بہذا القضیانا بغیر ہذا ز

۵۔ سب ہی انگلیوں کے خون بہا کے برابر ہونے کی حدیث آپ نے قبول فرمائی باوجودیکہ آپ کی رائے اس میں یہ تھی کہ چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی کی دیت نو اونٹ ہونا چاہئے۔ بیچ والی اور اس کے ساتھ والی سبابہ کے بارہ اونٹ، انگوٹھے کے پندرہ اونٹ جو بظاہر ان کی مختلف قوتوں اور مقداروں کی نظر سے انصاف وعدل معلوم ہوتی ہے جس کا قرآن میں حکم ہے مگر آپ نے حدیث سنی تو قبول فرمائی اور قرآن سے اس کے مطابق کرنے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ صحیح بخاری صفحہ ۱۰۱۸ میں ہے۔ عن النبی صلعم قال ہذہ وہذہ یعنی الخنصر والابہام سواء اور مسلم الثبوت کی شرح فواتح الرحموت میں ہے۔ وترک عمر رایہ فی دیۃ اصابع وکان رابہ فی الخنصر والبنصر تسعاً وفی الوسطے وفی المسبعۃ اثنا عشر وفی الابہام خمسۃ عشر کل ذلک فی التیسیر قال الشارح وکذا ذکر غیرہ والذی فی روایۃ البیہقی انہ کان یری فی المسبحۃ اثنا عشر وفی الوسطی ثلث عشر بخبر عمر بن حزم فی کل اصبح عشر من الابل۔ اس مضمون کی اور بہت مثالیں ہیں مگر ہم آپ کی طرح تطویل پسند نہیں کرتے ان امثلہ کو دیکھ کر ہر کس وناکس بشرطیکہ ادنیٰ فہم وانصاف رکھتا ہو ہرگز نہ کہے گا کہ حضرت عمرؓ نے جو فرمایا ہے کہ ہم کو کتاب اللہ کافی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حدیث نبوی کی ہم کو حاجت نہیں اور قرآن اس کی جگہ کافی ہے اور نہ یہ مراد ہے کہ جب تک کسی حدیث کی شہادت قرآن میں نہ پائی جاوے وہ لائق قبول نہیں بلکہ اس سے مراد صرف وہی ہے جو ہم نے بیان کی کہ جس مسئلہ میں سنت صحیحہ سے کوئی تفصیل نہ ہو وہاں قرآن کافی ہے۔ اس قول فاروقی کے مورد کو دیکھا جائے تو اس سے بھی یہی معنی سمجھ میں آتے ہیں مگر اس کی بحث وتفصیل میں تطویل ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں شیعہ سنیوں کے باہمی اختلاف کو جو اس قول کی نسبت ان میں پایا جاتا ہے ذکر کرنا پڑتا ہے جس سے بحث مقصود سے خروج لازم آتا ہے

امکان تضعیف وتوہین حدیث صحیحین پر آپ نے ایک دلیل پیش کی ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے جب کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لاوے تو تم اس کی تفتیش کرو۔ یہ دلیل بھی آپ کی ناواقفی پر ایک دلیل ہے۔ احادیث صحیحین کے راوی تہمت فسق سے بری ہیں اور ان کی عدالت ثابت ومحقق ہو چکی ہے۔ اس نظر سے ان کتابوں کی احادیث اتفاق اہل اسلام کے ساتھ صحیح تسلیم کی گئی ہیں۔ امام ابن حجر مقدمہ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔ ینبغی لکل منصف ان یعلم ان تخرج صاحب الصحیح لای راوی کان مفض لعدالتہ عندہ وصحۃ ضبط وعدم غفلتہ ولا سیما الی ذلک من اطلاق جمہور الائمۃ علیّ تسمیہ الکتابین بالانصاف بالصحیحین وہذا المعنی لم یحصل بغیر من خرج عنہ فی الصحیحین فہو نہایۃ اطباق الجمہور علی تعدیل من ذکر فیہما ہذا اذا اخرج لہ فی الاصول فاما ان اخرج فی المتابعات والشواہد التعالیق فہذا یتفاوت درجات من اخرج لہ فی الضبط وغیرہ مع حصول اسم الصدق لہم وتیئذ اذا وجدنا لغیرہ فی احد منہم طعناً فذالک الطعن مقابل للتعدیل لہذا الامام فلا یقبل الا مبین السبب مفتقرا بقادح یقدح فی عدالتہ ہذا الراوی وفی ضبط مطلقا اوفی ضبطہ الخبر بعینہ لان الاسباب الحاملۃ للائمۃ علی الجرح متفارتۃ منہا مایقدح ومنہا مالا یقدح وقد کان الشیخ ابو الحسن المقدسی یقول فی الرجل الذی یخرج عنہ فی الصحیح ہذا جاز القنطرۃ یعنی بذالک انہ لا یلتفت الی ماقیل فیہ قال الشیخ ابو الفتح القشیری فی مختصرہ وہکذا معتقدوبہ اقول ولا یخرج عنہ الا لحجۃ ظاہرۃ وبیان شاف یزید فی غلبۃ الظن علی المعنی الذی قدمناہ من اتفاق الناس بعد الشیخین علی تسمیۃ کتابیہما بالصحیحین ومن الرازم ذالک تعد بل رواتہا قلت فلا یقبل الطعن فی احد منہم الا بقادح واضح اس کے مقابل میں جو آپ کے لکھا ہے کہ امکانی طور پر صدور کذب وغیرہ ذنوب ہر ایک سے بجز نبی کے ممکن الوقوع ہے یہ آپ کی ناواقفی پر ایک اور دلیل ہے۔ آپ یہ نہیں جانتے کہ روایت اور شہادت کا حکم ایک ہے جس میں فعلی صدور کذب مانع قبول واعتبار ہے نہ امکانی۔ اور اگر امکانی کذب بھی مانع قبول اعتبار ہوتا تو خدا تعالیٰ کسی گواہ کی شہادت بجز نبی معصوم قبول نہ کرتا اور نہ عدالت شہود کا نام لیتا اور مسلمانوں کو یہ اجازت نہ دیتا واشہدوا ذوی عدل منکم یعنی دو گواہ عادل گواہ بناؤ اور نہ فرماتا ممن ترضون من الشہداء یعنی ان لوگوں کو گواہ بناؤ جن کو پسند کرو یعنی بلحاظ عدل ان کے واستقامۃ کے اچھا سمجھو۔ بلکہ صاف یہ ظاہر فرماتا کہ ہر معاملہ میں نبی معصوم کو گواہ کر لیا کرو۔ کیونکہ امکان کذب وغیرہ ذنوب بقول آپ کے بجز نبی معصوم کے ہر ایک گواہ میں موجود ہیں۔

اور امید ہے کہ بات آپ بھی نہ کہیں گے کہ امکان کذب کی نظر سے شہادت بجز نبی معصوم کسی کی مقبول نہیں۔ پھر اس امکان کذب کی نظر سے رواۃ احادیث کیوں ناقابل اعتبار ٹھہراتے ہیں۔ آپ کے ایسے دلائل واقاویل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فن حدیث کے کوچہ سے بالکل ناآشنائی ہے۔ آپ کو کتب حدیث پر اتفاقی نظر بھی نہیں پڑی۔ صحیح مسلم کا چھٹا صفحہ اگر آپ کی نظر سے گذرا ہوا ہوتا تو آپ ہرگز اس آیت سے اپنے دعویٰ پر استدلال نہ کرتے یہ آیت تو اس امر کی دلیل ہے کہ جب راویوں یا ناقلوں کے ظاہری صدق وعدالت کا حال معلوم نہ ہو تو ان کو بلا تحقیق قبول نہ کرو۔ نہ یہ کہ جن کا صدق وعدالت تم کو ثابت ہو ان کو نقل وروایت میں اس خیال سے کہ ان سے صدور کذب ممکن ہے بلا تحقیق جدید نہ مانو۔ صحیح مسلم صفحہ ۶ میں ہے۔ واعلم وفقک اللہ ان الواجب علی کل احد عرف التمیز بین صحیح الروایات وسقیمہا وثقات ناقلین لہا من المتہمین ان لایروی منہا الا ماعرف صحۃ مغارجہ والستارۃ فی ناویہ وان یتقی منہا ماکان منہا ان اہل التہم والمعاندین من اہل البدع والدلیل علی ان الذی قلنا من ہذا ہو اللازم دون ماخالفہ قول اللہ تبارک وتعالیٰ ذکرہ یا ایہا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی مافعلتم نادمین وقال جل ثناءہ ممن ترضون من الشہداء وقال اشہدو اذوی عدل منکم مدل بما ذکرنا من ہذہ الی ان خبر الفاسق ساقط غیر مقبول وان شہادۃ غیر العدل مردودۃ والخبر ان فارق معناہ معنی اشہادہ فی بعض الوجوہ فقد یجتمعان فی اعظم معینہما اذکان خبر الفاسق غیر مقبول عند اہل العلم کما ان شہادتہ مردودۃ عند جمیعہم۔ میرے اس سوال کے جواب میں کہ قرآن مجید کو احادیث صحیحہ کا معیار صحت ٹھہرانے میں آپ کا کوئی شخص امام یا موافق ہے جو آپ نے فرمایا ہے کہ تمام مسلمان جو قرآن کو امام جانتے ہیں او راس پر ایمان رکھتے ہیں اس مسئلہ میں میرے موافق ہیں اور خاص کر صاحب تفسیر حسینی یا شیخ محمد اسلم طوسی میرا موافق ہے جنہوں نے آنحضرت صلعم کے حکم سے کہ جو کچھ مجھ سے روایت کرو اسے کتاب اللہ پر عرض کرو حدیث من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر کو قرآن پر عرض کیا اور تیس سال کے بعد اس کو آیت اقیمو االصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین کے مطابق پایا تو اس حدیث کو قبول کیا۔

اس کے پہلے حصہ کا جواب تو سابقاً گذر چکا ہے کہ مسلمانوں کا قرآن کو امام ماننا اور اس پر ایمان لانا یہ نہیں چاہتا کہ وہ کوئی حدیث صحیح جب تک کہ اس کو قرآن پر عرض نہ کریں قبول نہ کریں بلکہ وہ ایمان ان کو یہ سکھلاتا ہے کہ وہ حدیث کو جب اس کی صحت بقوانین روایت ثابت ہو فوراً قبول کریں اور اس کو قرآن مجید کی مانند واجب العمل سمجھیں صرف قرآن مجید کو کافی سمجھ کر اس ا ایں حدیث سے استغنانہ کریں۔

جماعت ربوہ کے دوستوں کے چند سوالات

شاہد عزیز

آپ حضرت مولانا نورالدینؓ کو کیا سمجھتے ہیں؟ یہ سوال جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے دوستوں نے مجھے عید کے روز پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ ہم اُنہیں خلیفۃ المسیح مانتے ہیں۔ اِس پر وہ کہنے لگے کہ جب آپ نے ایک خلیفہ مان لیا تو آپ دوسرے خلفاء کے منکر کیوں ہو گئے؟ یہ سوالات ہمارے جماعت ربوہ کے دوست ہمیشہ پوچھتے ہیں۔ اور گو ہمارے بزرگ ہزاروں جگہ اِس سوال کا جواب دے چکے ہیں اور اُن کے مقابلے میں میری حیثیت کچھ بھی نہیں پھر بھی میں اپنی بساط کے مطابق اِس کا جواب عرض کرتا ہوں۔

خلیفہ کون ہوتا ہے؟

اول تو میں نے عرض کیا کہ یہ سوال بہت پُرانا ہے۔ یہ مسئلہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اُٹھا تھا اور خود حضرت عمرؓ نے اُٹھایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ تو حضرت نبی کریم ﷺ کے خلیفہ تھے اب آپ لوگ میرے لئے کیا لقب تجویز کرتے ہیں اِس لئے کہ خلیفہ کا مطلب جانشین یا نمائندہ ہوتا ہے اور میں تو ابو بکرؓ کا جانشین ہوں حضرت نبی کریم ﷺ کا نہیں۔ اِس پر صحابہ کرامؓ نے حضرت عمرؓ کے لئے امیر المؤمنین کا لقب تجویز کیا اور یہی استعمال میں آیا۔ یہ ہی جماعت احمدیہ لاہور نے کیا کہ حضرت مولانا نورالدین کے بعد جو سربراہ آئے اُن کے کے لئے امیر جماعت کا لقب تجویز کیا۔

جماعت ربوہ کے لفظ 'خلیفہ' پر اصرار کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟

جماعت ربوہ کے احباب اپنے سربراہ کے لئے خلیفہ کا لقب استعمال کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اُن کے 'خلیفہ' خلفاء راشدین کے برابر ہیں (نعوذ باللہ)۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ ہم اُن گلیوں کی خاک کے برابر بھی نہیں جس خاک پر صحابہؓ نے اپنے مقدس قدم رکھے۔ علاوہ اس کے جماعت ربوہ لفظ خلیفہ کے استعمال سے یہ تاثر دینا چاہتی ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ مدعی نبوت تھے جبکہ حضرت مولانا نورالدین، جنہیں جماعت ربوہ خلیفۃ المسیح کہتی ہے، نے جو کتبہ لکھوایا اُس پر حضرت مرزا صاحب کو مجدد صد چار دہم لکھوایا۔ یہ کتبہ سالہا سال جماعت ربوہ کے دعویٰ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اعلان کیا تھا کہ وہ اپنا عقیدہ بدل رہے ہیں اور اب وہ مدعی نبوت ہیں، کا منہ چڑاتا رہا۔ اور آخر کار، جماعت ربوہ نے جماعت احمدیہ لاہور کے اعتراض کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ مدعی نبوت تھے تو اُن کے کتبے پر مجدد کیوں لکھا گیا کا یہ جواب دیا کہ وہ کتبہ اُکھڑوا کر ضائع کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ کتبہ غلطی سے توڑا گیا تھا۔ معذرت کے ساتھ ہمارے لئے یہ تسلیم کرنا ممکن نہیں کہ یہ غلطی سے ہوا تھا۔ آج تک جماعت ربوہ نے حضرت صاحب کی واسکٹ تو سنبھال کر رکھی ہے اور ہر نیا خلیفہ، خلافت ملنے پر اُس کو پہن کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اب وہ حضرت مسیح موعود کے روپ میں ظاہر ہو رہا ہے تو یہ ماننا کہ میاں بشیر الدین محمد احمد صاحب کے زمانے میں وہ کتبہ اچانک توڑ دیا گیا کم از کم میرے لئے ممکن نہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد کی تحریر

حضرت مرزا صاحب نے اپنی زندگی ہی میں جماعت کی تنظیم کی سنگِ بُنیاد رکھ دی تھی۔ اور خدا تعالیٰ سے اپنی وفات کے متعلق الہام پانے کے بعد ۱۹۰۵ء میں اِس مقصد کے لئے آپ نے اپنی وصیت تحریر کی۔ اور اُس میں فرمایا کہ جماعت کے پاک نفوس میرے نام کی بیعت لیں۔ مزید یہ بھی لکھا کہ جس شخص کی نسبت ۴۰ مومن اتفاق کر لیں کہ وہ اِس کا اہل ہے وہ حضرت صاحب کے نام کی بیعت لے سکتا ہے۔ حضرت صاحب نے کسی فردِ واحد کو یہ حق نہیں دیا کہ صرف اُس ہی کی بیعت سے کوئی جماعت احمدیہ کا ممبر بن سکتا ہے۔ نہ ہی الوصیت میں کسی خلیفہ یا خلافت کا ذکر ہے۔ جب حضرت خواجہ کمال الدینؒ نے کہا کہ حضور اِس طرح تو گاؤں گاؤں بیعت لینے والے ہو جائیں گے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ اِس میں کیا حرج ہے یہ تو سلسلہ کو ترقی دینے والے ہوں گے انتظامی اور مالی امور تو ہم نے انجمن کے سپرد کر دیئے ہیں۔

اور حضرت صاحب نے خود اِس پر عمل بھی کر کے دِکھایا۔ جب ایک معاملہ میں انجمن اور میر ناصر نواب صاحب جو کہ حضرت

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر جس میں آپ نے صاف طور پر لکھا کہ 'بعد میں ہر یک امر میں صرف اِس انجمن کا اجتہاد کافی ہو گا۔

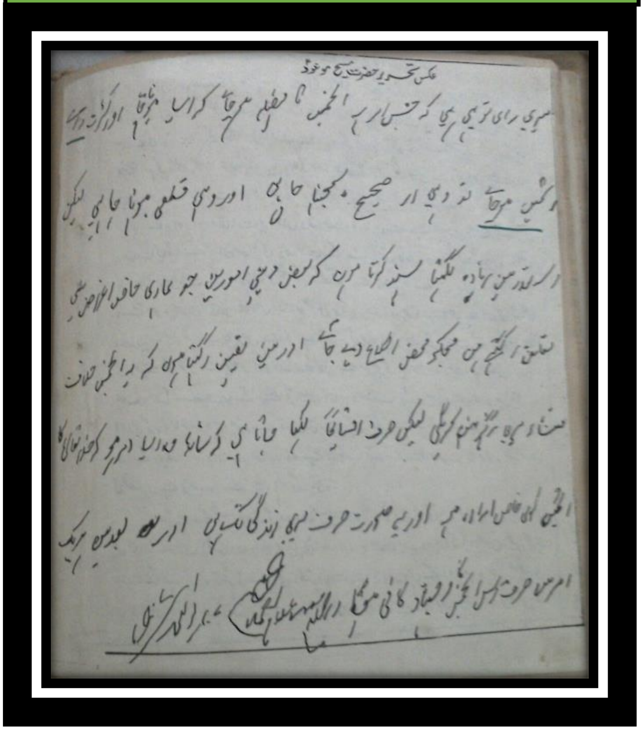
عکس تحریر حضرت مسیح موعود

صاحب کے سسر تھے اختلاف پیدا ہو گیا تو حضرت صاحب میٹنگ میں تشریف لائے اور ممبران انجمن اور اپنے سسر دونوں کی رائے سننے کے بعد ایک تحریر لکھ کر دی جس میں فرمایا کہ جس معاملے میں انجمن کثرت رائے سے ایک فیصلہ کر دے وہی درست سمجھا جائے۔ دوسرے الفاظ میں فوقیت اکثریت کی رائے کو ہو گی۔ کہیں یہ نہ کہا کہ ایک خلیفہ ہو گا جو مشورہ تو کرے گا لیکن وہ شوریٰ کے اکثریت کے فیصلوں کو رَد کر سکتا ہے۔

جب اِس تحریر کا عکس پیغام صلح میں شائع ہو تو میں محمود احمد صاحب نے اِس کا خوب مذاق اُڑایا اور کہا کہ یہ لوگ (یعنی حضرت مولانا محمد علیؒ وغیرہ) شیعہ ہو گئے ہیں۔ اور کہا کہ شیعہ تو آج تک روتے ہیں کہ حضرت نبی کریم کہتے رہے کہ کاغذ پنسل لاؤ میں اپنے جانشین کا نام لکھ دوں لیکن (نعوذ باللہ) عمر نے نہ لانے دیا لیکن یہ شیعہ روتے ہیں کہ قرطاس لکھ دیا لیکن کوئی عمل نہیں کرتا۔

انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔

جنوری ۱۹۰۶ء میں آپ نے اپنی وصیت کا ضمیمہ تحریر کیا اور اُس میں واضع طور پر لکھا کہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ یعنی خدا کے مقرر کردہ خلیفہ حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ اپنے بعد آپ نے کسی خلیفہ کا ذکر نہیں کیا اور خود اپنے ہاتھ سے انجمن کو اپنا جانشین

مقرر کیا۔ اردو میں اِس سادہ سی تحریر کو بگاڑنے کے لئے جماعت ربوہ الوصیت میں ایک لمبا فٹ نوٹ دیتی ہے لیکن انگریزی میں جانشین کا ترجمہ ہی غلط کرتے ہیں۔ اِس لئے کہ اِس ایک لفظ 'جانشین' نے اُن کے غلط عقائد کو جڑ سے ہی اُکھاڑ دیا ہے۔

اِس ضمیمہ کے تحت انجمن کے قوانین منظور ہوئے۔ ۱۸ نومبر ۱۹۰۶ء کو انجمن نے اپنا نظام چلانے کے لئے جو اصول منظور کئے اُن کے اعلان کا پہلا فقرہ یہ ہے۔ "قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور۔ جو رسالہ الوصیت کے منشائے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم سے قائم کی گئی" اور حضرت مسیح موعودؑ نے اُن الفاظ کی خود منظوری دی۔ اگر الوصیت کا مقصد ایک خلافت قائم کرنا تھا تو پھر حضرت مسیح موعود نے اِن الفاظ کی منظوری کیوں دی کہ یہ انجمن الوصیت کے منشاء کے مطابق قائم کی ہے۔ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ الوصیت کا منشاء انجمن قائم کرنا تھا۔

مولانا نورالدین کی لاہور تقریر۔

اِس بحث میں کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں خلافت قائم کی اور یہ لکھا کہ اُن کے بعد خلافت راشدہ سے برتر ایک خلافت قائم کی جائے گی ہم حضرت مولانا نور الدینؓ کو ثالث مقرر کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ اور جماعت ربوہ دونوں حضرت مولانا کی ذات پر مُتفق ہیں۔

جماعت ربوہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ خلیفہ غلطی نہیں کر سکتا۔ ایک جماعت جو مرزا ناصر احمد اور مرزا طاہر احمد صاحب کے اِس فیصلے کے بعد کہ جماعت ربوہ نے بڑھ چڑھ کر پاکستان کی سیاست میں حصہ لینا ہے اور ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی الیکشن کی مہم میں دو کروڑ روپیہ خرچ کرنا ہے اور پھر اُنہیں کے ہاتھوں کافر قرار دی جائے لیکن اصرار کرے کہ خلیفہ کوئی غلطی نہیں کر سکتا، کوئی علاج تو نہیں۔ لیکن ہم صرف اِس بحث کی خاطر حضرت مولاناؓ کی ذات کو اُنہیں کے قائم کردہ اصول کی بنیاد پر ثالث مقرر کرتے ہیں۔

حضرت مولانا نورالدین کی زندگی میں ہی جماعت ربوہ کے بانیان نے جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا شروع کر دیا اور ایک فضول بحث شروع کر دی کہ خلیفہ انجمن پر حاوی ہے یا انجمن خلیفہ پر۔ اِس بحث کی کوئی ضرورت نہیں تھی اِس لئے کہ انجمن نے بذریعہ ریزولوشن حضرت مولانا کو اپنا مطاع تسلیم کیا تھا۔ یہ تفرقہ ختم کرنے کے لئے حضرت مولانا نور الدین نے کئی اقدام کئے۔ اول تو یہ اعلان کیا کہ میاں محمد احمد صاحب اور اُن کے حواریوں کو نالائق اور بلاوجہ جوشیلے قرار دیا اور دُعا کی کہ خدا اِن سے نجات دے۔ کیا جماعت ربوہ کو حضرت مولانا نورالدین کا یہ فتویٰ تسلیم ہے؟

دوم حضرت مولانا نے اعلان کیا کہ جو قربانیاں لاہور کے احباب کرتے ہیں دوسرے اُن کا گمان بھی نہیں کر سکتے اور اُن لوگوں کو جو لاہور کے احباب کو خلافت میں روک کہتے ہیں جھوٹے قرار دیا۔ کیا جماعت ربوہ کو یہ فتویٰ تسلیم ہے؟

سوم حضرت مولانا نے لاہور میں ایک تقریر میں واضع طور پر اعلان کیا کہ الوصیت میں خلیفہ کا ذکر نہیں اور حضرت مرزا غلام احمدؑ نے انجمن کو بحثیت مجموعی خلیفۃ المسیح مقرر کیا ہے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ اُن کی خلافت اِس طرح وجود میں آئی کہ اِس انجمن نے جو حضرت مرزا صاحبؑ کی خلیفہ ہے، مولانا کو خلیفہ مقرر کیا۔ کیا جماعت ربوہ کے احباب کو حضرت مولانا کا یہ فتویٰ منظور ہے۔

تو ہم نے حضرت مسیح موعود کی مقرر کردہ اُسی انجمن کی اکثریت کے فیصلے کو کہ میاں محمود احمد خلافت کے قابل نہیں اُسی طرح قبول کیا جس طرح ہم نے اُس انجمن کا یہ فیصلہ قبول کیا تھا کہ حضرت مولانا نورالدینؓ خلیفہ ہیں اور ہم اُن کا ہر فیصلہ مانیں گے۔ لیکن میاں صاحب اور اُن کے چیلوں نے اکثریت کے فیصلے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جماعت توڑ دی۔ کیا جماعت ربوہ حضرت مسیح موعودؑ کی مقرر کردہ انجمن کے اِس فیصلے کو کہ میاں محمود احمد خلافت کے قابل نہیں قبول کرتی ہے؟ اُس انجمن جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے مقرر کیا تھا اُس کی اکثریت قادیان سے لاہور ہجرت کر گئی اور وہاں حضرت صاحب کے اصولوں کے مطابق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام قائم کی۔

کیا جماعت ربوہ نے کبھی یہ تسلیم کیا کہ جماعت احمدیہ یا لاہور جماعت کا موقف درست ہے؟

اب ہم سب کو چھوڑ کر انجمن کے بارے میں اختلاف سلسلہ کے بانی میاں محمود احمد صاحب کا موقف پیش کرتے ہیں۔ یہ غالباً ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے کہ جبکہ میاں صاحب کی نام نہاد خلافت کو ایک دہائی سے زیادہ گزر چکا تھا اور اُن کی تسلی ہوگئی تھی کہ جماعت ربوہ نے اُن کی آمریت کو قبول کر لیا ہے۔ میاں صاحب نے قادیان میں ایک خاص اجلاس مُنعقد کیا۔ اُس کا مقصد یہ بتایا گیا کہ جماعت احمدیہ کی تنظیم نو کی جائے۔ گویا جو تنظیم حضرت مسیح موعودؑ نے کی تھی اُس کو بدل دیا جائے۔ اُس میں میاں صاحب نے ایک تقریر کی جس میں اُنہوں نے کہا کہ انجمن نے ایک ریزولوشن کے ذریعہ میاں صاحب کو خلیفہ اور آمر مانا ہے۔ اُن کے اگلے

الفاظ پر غور کریں کہ جو انجمن اُنہیں یہ اختیار دے سکتی ہے اُس کے پاس یہ طاقت بھی ہے کہ وہ یہ واپس لے لے اور چند لوگوں کی جنبش قلم سے قادیان بھی لاہور بن جائے اور وہ ساری قربانیاں جن میں اُن لوگوں کو قربان کرنا بھی تھا جو حضرت مسیح موعود کو عزیز تھے، رائیگاں جائیں۔ یہ قابل قبول نہیں۔ یہاں میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ اُن کی 'خلافت' اور اختیارات انجمن کے مرہونِ منت ہیں لیکن پھر بھی اُنہیں اپنی خود ساختہ انجمن پر بھی اعتبار نہیں اور وہ حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ سارے نظام کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

سو جماعت ربوہ کے احباب سے درخواست ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ و افعال، حضرت مولانا نورالدین نے حضرت مسیح موعود کے الفاظ کی جو تفسیر و تشریح کی اور اُن کے افعال اور اِس کے اپنی جماعت کے پہلے 'خلیفہ' کے الفاظ 'جو انجمن اختیار دے سکتی ہے وہ واپس بھی لے سکتی ہے،' غور کریں۔ حضرت مولانا محمد علیؒ اور دیگر بزرگان سلسلہ کی عظیم الشان قربانیوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی اصل تعلیم کی حفاظت کی اور جماعت ربوہ کے غالیانہ عقائد کے رَد میں اب سے اہم کردار ادا کیا۔

عزیزو، حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ اُن کا دعویٰ مجددیت کا ہے اور حقیقت الوحی تک میں اپنے لئے لفظ نبی کے استعمال کو مجاز قرار دیا اور حضرت مولانا نورالدین نے اُن کے کتبے پر مجدد صد چار دہم لکھوایا لیکن میاں صاحب نے کہا کہ اگر حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تو آج تک کوئی نبی آیا ہی نہیں۔ لیکن آج آپ اپنا یہ عقیدہ چھپاتے ہیں۔ حال ہی میں آپ کی جماعت نے ایک اخبار میں اشتہار دیا جس میں حضرت مسیح موعود کے لئے ریفارمر یعنی مجدد کا لفظ استعمال کیا اور سارے اشتہار میں کہیں بھی نبوت کا ذکر نہ تھا۔

حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ میرے دعویٰ کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔ یہ لوگ ایک کلمہ گو کو کافر کہہ کر خود اپنے آپ کو کافر بناتے ہیں۔ لیکن میاں محمود احمد صاحب نے کہا کہ جو خلیفہ کی بیعت نہ کرے وہ کافر ہے۔ لیکن آج آپ اپنا یہ عقیدہ چھپاتے ہیں۔

اور اب آپ خلافت، خلافت شور مچاتے ہیں لیکن اُسی خلافت نے آپ کو کافر قرار دلوایا۔ اور ہمارے بزرگوں اور آج اِس مضمون نے ثابت کر دیا کہ خلافت پر بھی آپ حضرت مسیح موعود کے احکام کے منکر ہیں۔

غلام محمد صاحب کا بیان[1]

حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ فرماتے تھے کہ اُن کے والد غلام محمد صاحب کی دُکان پر میر ناصر نواب، جو کہ میاں محمود احمد کے نانا تھے، تشریف لاتے تھے۔ اور شدید تاسف سے ہاتھ مار مار کر کہتے تھے کہ مرزا صاحب نے فوت ہونے میں جلدی کی، میاں (بشیر الدین محمود احمد) چھوٹا تھا اور پہلی خلافت ہاتھ سے نکل گئی۔ لیکن اِس کے بعد کوئی خلافت ہاتھ سے نہ جائے گی۔ اور یہ ہی اصل حقیقت ہے قادیانی خلافت کی۔ اِس کا حضرت مسیح موعود اور حضرت مولانا نور الدین سے کوئی تعلق نہیں۔ ناصر نواب صاحب کا تعلق مغلیہ خاندان سے تھا اور گو شاہی اُن کے ہاتھ سے نکل گئی تھی لیکن سیاست، وہی سیاست جس کی بدولت اُنہوں کے شاہی گنوائی تھی، اُن کے دِل و دماغ سے نہیں نکلی تھی۔

دوستو آؤ اور مسیح موعود کی اصلی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ ہم آپ کو گلے لگانے کو تیار ہیں۔ آپ حضرت امیر کی بیعت کر لیں اور خدا کے مسیح کی تعلیم کے مخالف عقائد چھوڑ دیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہمت دے۔

[1] یہ روایت ہماری کسی کتاب میں نہیں لیکن چونکہ راوی حضرت مولانا عبدالحق ہیں جن کے تقویٰ و دیانت کے دشمن بھی معترف ہیں اس لے میں نے ضروری سمجھا کہ یہ تحریر میں لائی جائے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مرتبہ ڈاکٹر خورشید عالم تارین صاحب

مولانا عبدالماجد دریابادی ایڈیٹر "سچ" کا پیغام اہل "پیغام" کے نام یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سہ روزہ آرگن "پیغام صلح" کے "جلسہ نمبر" مجریہ 15 دسمبر 1932ء کے لئے خصوصی پیغام

"پیغام حقیقی تو بس وہی ایک تھا، جو آج ساڑھے تیرہ سو برس قبل دنیا کو مل چکا "پیام سچا"۔ اس پیام کے لانے والا سچا، اور اب ہمارے، آپ کے، سب کے فخر و شرف کا منتہی بس یہی ہے کہ اس سچے اور اچھے پیام کی سچائیوں کے ماننے، جاننے، برتنے اور پھیلانے میں اپنے اپنے ظرف، حوصلہ کے مطابق اپنی عمریں صرف کر دیں۔

"آپ کے امیر اور خواجہ کمال الدین صاحب دونوں مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اپنی زندگیاں اس مبارک مشن کے لئے وقف کر دی ہیں۔ ولادت مسیح، وفات مسیح، ظہور مسیح موعود وغیرہا مسائل میں ہمارا آپ کا اختلاف ہے۔ وہ واضح و ظاہر ہے۔ لیکن جو عام خدمات اسلامی آپ کی جماعت ہمت و سرگرمی، جوش و انہماک کے ساتھ انجام دے رہی ہے۔ ان کی داد نہ دینا ظلم ہے۔ اور داد کیا معنی مجھے تو بار بار رشک آ چکا ہے۔ یورپ، امریکہ میں تبلیغ اسلام کی کوشش آپ کے امیر جماعت کا انگریزی

ترجمہ قرآن اردو تفسیر قرآن، سیرت خیر البشر، خلافت راشدہ، مقام حدیث وغیرہ متعدد انگریزی و اُردو تصانیف، نیز خواجہ صاحب کا اسلامک ریویو، ان سب کے ذریعہ سے انگریزی خوانوں تک جو روشنی پہنچ رہی ہے، اس کے فیض سے کوئی واقف کار کیسے انکار کر سکتا ہے۔

اللہ ہم کو، آپ کو، سب کو اپنے دین کا سیدھا راستہ دکھائے اور اس کی خدمت کی بیش از بیش توفیق مرحمت فرمائے۔ والسلام عبد الماجد" (ایڈیٹر سچ)

خدماتِ دین کا اعتراف

بانگ درا" لائل پور مورخہ 22 ستمبر 1952ء میں کراچی کے کسی خلیل الرحمن نعمانی کا مکتوب اور مولانا عبد الماجد دریابادی کا مکتوب نگار کو جواب، دونوں کو چھاپا گیا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:۔
"آخر اس تضاد کی کیا وجہ ہے کہ مودودی صاحب کو آپ خارجی کا خطاب دیتے ہیں۔ اور قادیانی گروہ کو اسلام کا ایسا فرقہ قرار دیتے ہیں۔ جن کے کام پسندیدہ ہیں۔ مسلمانوں کو مرتد بنانا آپ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔"

جواب از مولانا دریابادی: "اضطرابِ دماغی و انتشارِ فکری کی اس سے بڑھ کر مثال ملنا مشکل ہے۔ سوال قادیانیہ (احمدیہ) کے صرف کفرو ارتداد کا تھا (نہ انکے پسندیدہ یا ناپسندیدہ ہونے کا)۔ اس کے متعلق "صدق" نے جمہور علماء کے خلاف یہ رائے ظاہر کی کہ کفر و ارتداد کے لئے جتنی قوی و قطعی دلیل کی ضرورت ہے وہ ان کے لئے موجود نہیں۔ بلکہ ان کے ہر ضعیف و رکیک قول کو بھی بہر حال کسی نہ کسی تاویل کے تحت میں رکھا جا سکتا ہے۔ مولانا مودودی یا ان کی جماعت کے "کفر و ارتداد" کا سوال "صدق" نے کب اٹھایا؟ یا جنہوں نے اسے اٹھایا ان کی کب تائید کی؟ اس کے برعکس ان کی خدماتِ دین کا تو ایک بار نہیں بار بار انہیں صفحات میں اعتراف ہو چکا ہے۔ اختلاف تو ان کے صرف غالیانہ عقائد سے ہے، جہاں وہ اہل سنت کے مسلک سے ہٹ کر ٹھیک قدیم خوارج کے نقش قدم پر چلنے لگتے ہیں۔ تو کیا وہ قدیم خوارج کا فرد مرتد تھے؟ نعمانی صاحب کا فتویٰ جو کچھ بھی ہو۔ "صدق" کا تو یہ مسلک ہو سکتا ہی نہیں۔ اور نہ اس کی زبان میں لفظ خارجی خارج از اسلام کے مترادف ہے۔ صدق تو بار بار یہی کہہ رہا ہے۔ کہ کوئی کلمہ گو فرقہ خواہ اس کی روشنی کتنی ہی تکلیف دہ ہو اور اس کی گمراہیاں کتنی بڑھی ہوئی ہوں۔ بہر حال دائرہ اسلام سے خارج مشکل ہی سے کیا جا سکتا ہے۔"

بحوالہ پیغام صلح لاہور 22/اکتوبر 1952

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

1. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان
2. آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ:۔ "اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا"، "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"، "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔"
3. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں، نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔
4. بمطابق فرمان نبوی حضرت ﷺ کے بعد مجددین آئیں گے۔ اِس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونو انبیاء
5. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
6. ہر ایک شخص جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے۔ خواہ وہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔
7. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: "اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔"

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔